Regd No L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

شرح چندہ

سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

بوجہ۔ شنبہ

۹ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ فی پرچہ ۱

جلد ۴۰/۶ ۳ احسان ۱۳۳۱ ہش ۳ جون ۱۹۵۲ء نمبر ۱۳۲

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے بذریعہ ڈاک حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۳۱ مئی کل لُو لگنے کے بعد سے جگر خراب ہو گیا۔ منہ کڑوا ہے نیز گردے اور سر میں درد کی شکایت ہے۔

یکم جون ۔ سینہ میں دائیں طرف درد ہے اور پیچش کی شکایت ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

اسلامی ملکوں کی حمایت کے متعلق پاکستان کی پالیسی میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی

ہم نے اپنے آپکو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے

مسلم ممالک کے درمیان باہمی صلاح و مشورے کا نظام قائم ہو کر رہیگا

پریس کانفرنس میں وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا اعلان

کراچی ۲ جون ۔ وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کہا ہے کہ پاکستان نے اسلامی ملکوں کے جائز مطالبات سے متعلق حمایت کی جو پالیسی اختیار رکھی تھی۔ اس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے آج ایک پریس کانفرنس میں "لنڈن اکانومسٹ" کے اس خیال کی پرزور تردید فرمائی۔ کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اس قسم کی تبدیلی کی جا رہی ہے۔ جو اسلامی ملکوں کی حمایت سے زیادہ برطانیہ کے حق میں ہوگی۔ آپ نے کہا اس بارے میں ہم نے شروع سے جو پالیسی اختیار کی تھی اس پر ہم بدستور قائم ہیں۔ چنانچہ برطانیہ مشرق وسطیٰ اور ایشیا کے دیگر ہمسایہ ملکوں کے متعلق ہماری پالیسی بغیر کسی تبدیلی کے وہی رہے گی۔ اسلامی ملکوں کے وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ دوسروں کے منصوبے خواہ کچھ ہی ہوں اسلامی ملکوں میں باہمی صلاح و مشورے کا نظام قائم ہو کر رہے گا۔ اور اس سے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ پورے ایشیا کو فائدہ پہونچے گا۔

اسلامی مفادات

دنیائے اسلام کے مفادات کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے فرمایا ۱۹۴۷ء میں پاکستان نے مسئلہ فلسطین کے متعلق عربوں کے مطالبات کی پرزور حمایت کی اور اقوام متحدہ میں ان کے حق میں آواز بلند کی۔ حالانکہ اس زمانہ میں پاکستان مہاجرین کے مسئلہ میں خود الجھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اسلامی دنیا کے مفاد سے متعلق جو سوال بھی آیا پاکستان نے پورے اعتماد اور بے باکی کے ساتھ اسلامی ممالک اور ان کے رویہ کی حمایت کی۔ پاکستان نے اسلامی دنیا یا کسی اور حصے کی قیادت کا مقصد کبھی اپنے سامنے نہیں رکھا۔ بلکہ ہمیشہ یہی کوشش کی کہ خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے پائے چنانچہ ہم نے اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ہم عرب لیگ کے مخالف نہیں وہ بھی اپنی جگہ اچھا کام کر رہی ہے

انقلابی دور

خطاب جاری رکھتے ہوئے چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا۔ دنیا ایک انقلابی دور میں سے گذر رہی ہے۔ اس دور میں کوئی قوم اس وقت تک کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ جب تک کہ وہ دوسری قوموں کے ساتھ ہمدردی تعاون اور امداد کا رویہ اختیار نہ کرے۔ اسی لئے پاکستان نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ تمام اسلامی ممالک کے وزرائے اعظم کی ایک کانفرنس منعقد ہو جس میں اہم معاملات کے متعلق باہمی صلاح و مشورے کا نظام قائم کیا جائے۔ تاکہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا جذبہ بڑھے۔ آپ نے کہا امید ہے اس سے نہ صرف اسلامی دنیا کو بلکہ پورے ایشیا کو فائدہ پہونچے گا۔ اس بارے میں دوسروں کے منصوبے خواہ کچھ ہی ہوں اسلامی ملکوں میں صلاح و مشورے کا یہ نظام قائم ہو کر رہے گا۔ آپ نے یہ بھی بتلایا کہ اکثر اسلامی ممالک نے وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں شریک ہونا منظور کر لیا ہے۔

مصر و ایران

"اکانومسٹ" کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہ پاکستان نے تونس کے معاملے میں تو سرگرمی دکھائی ہے۔ لیکن ایران و مصر کے متعلق اب وہ اتنا سرگرم نہیں ہے۔ آنریبل وزیر خارجہ نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک سب اسلامی ممالک برابر ہیں۔ اور ہمیں ہر ایک سے ایک جیسی ہی دلچسپی اور ہمدردی ہے۔ سوال سرگرمی کا نہیں بلکہ صرف موقعہ ملنے کا ہے۔ تونس کا معاملہ جب پیش ہوا۔ تو ہمیں اس کی حمایت میں آواز اٹھانے اور دوڑ دھوپ کرنے کا موقعہ ملا۔ لیکن مصر اور ایران کے معاملہ ابھی طور پر اقوام متحدہ میں پیش نہیں ہوئے۔ اس لئے خاص اس نوعیت کی حمایت کا موقعہ پیدا نہیں ہوا۔ ورنہ جہاں تک ان کے ساتھ ہمدردی اور ان کی حمایت کا تعلق ہے اس میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ ایران براہ راست ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور مصر کو اسلامی دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان بارہا اعلان کر چکا ہے کہ ان دونو ملکوں کے قومی مطالبات کے بارے میں اس کا اپنا طرز عمل کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ایران تیل کی صنعت کو قومی ملکیت میں لینے میں بالکل بجانب ہے۔ کسی کو ان کے اس حق پر اعتراض نہیں ہو سکتا بالخصوص برطانیہ کو تو اعتراض کا کوئی حق پہونچتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ چند سال میں بہت سی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے کر دوسروں کے لئے مثال قائم کر چکا ہے۔ مصر کی سرزمین سے برطانوی فوجوں کے انخلاء اور اتحاد وادیٔ نیل کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا پاکستان شروع سے ہی اس بات پر زور دے رہا ہے کہ ایسا سمجھوتہ ہونا چاہیئے۔ کہ جو اہل مصر کے نزدیک قابل قبول ہو۔ اور یہ کہ مصر کے وقار اور عزت پر کوئی حرف نہ آئے۔ اسی طرح سوڈان کے معاملہ میں بھی سوڈانیوں پر کوئی دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ وہاں کے عوام اگر مصر کے ساتھ اتحاد چاہتے ہیں۔ تو یقیناً ان کے جذبات کا احترام لازمی ہے۔

"اکانومسٹ" کی اس خیال آرائی کا ذکر کرتے ہوئے کہ پاکستان عنقریب اپنی کرنسی کی قیمت گھٹا دے گا۔ وزیر خارجہ نے کہا۔ آج تک کابینہ کے کسی ممبر کے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آیا۔

شیخ عبداللہ کو مزید بیان دینے سے روک دیا گیا

مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم کو حکومتِ ہندوستان کی تازہ ہدایت

مظفر آباد ۲ جون ۔ آزاد کشمیر میں ریڈیو پاکستان کے نمائندے کو معلوم ہوا ہے کہ ریاستی امور کی وزارت نے ہندوستانی مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ الشیخ عبداللہ کو ہدایت کی ہے۔ کہ آئندہ وہ پالیسی سے متعلق اخبارات کو بیان دینے سے قبل ہندوستان کی وزارت مذکور سے منظوری حاصل کریں۔ ایسے بیانوں کی آخری منظوری بھارت کے وزیر دفاع مسٹر گوپالا سوامی آئینگر دیں گے۔ کیونکہ کشمیر کے معاملات میں ان کی رائے کو بہت وقعت دی جاتی ہے۔

زباں بندی کا یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ تا شیخ عبداللہ صاحب صاف بیان دے کر صورت حال اور زیادہ نازک نہ بنا دیں۔ ہندوؤں کی فرقہ دارانہ ذہنیت اور توسیع مملکت کی ہوس کی مذمت میں انہوں نے گذشتہ دنوں جو بیانات دیئے تھے ان کے متعلق نئی دہلی کے سرکاری حلقوں کا خیال ہے کہ انہوں نے بیرونی دنیا میں ہندوستان کے موقف کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔

پنجاب سے غلہ کی ناجائز برآمد کی روک تھام

لاہور ۲ جون ۔ پنجاب سے غلہ کی ناجائز برآمد روکنے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی نے صوبہ سرحد میں داخل ہونے والی گاڑیوں کی تین اہم مقامات پر سخت پڑتال کرنے کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں حال ہی میں محکمہ خوراک کے متعلقہ عملہ نے ٹیکسلا کے قریب اچانک ایک ٹرک پر چھاپہ مار کر چنے کی ۶۸ بوریوں پر قبضہ کیا۔ یہ اناج چوری چھپے صوبہ سرحد لے جایا جا رہا تھا۔ ڈرائیور اور کلینر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ۔ ایل ایل بی

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۳ رجون ۵۳ء

تحفظ حقوق انسانیت کے کمیشن کا فیصلہ

مجلس اقوام متحدہ کے کمیشن تحفظ حقوق انسانیت نے مندرجہ ذیل باتوں کو بین الاقوامی جرائم قرار دیا ہے۔

(۱) انسانوں کا ظالمانہ اور عمداً قتل عام۔
(۲) سزائے موت جو کسی اہم جرم اور با اختیار عدالت کے فیصلہ کے بغیر دی جائے۔
(۳) نسل کشی یعنی نسلی یا ثقافتی گروہوں کو ملیامیٹ کرنا۔
(۴) انسانوں کے ساتھ غیر انسانی اور ذلت آمیز برتاؤ خاص طور پر معمول کی رضامندی کے بغیر خطرناک طبی یا سائنسی تجربات کرنا۔

ممالک متحدہ امریکہ۔ روس۔ چین۔ بلجیم۔ پولینڈ۔ یوکرین۔ یوگوسلاویہ۔ مصر۔ لبنان۔ پاکستان اور چلی نے اس کی تائید کی ہے۔ مگر فرانس۔ یونان۔ بھارت اور یوروگوائے نے اس کی مخالفت کی ہے۔ برطانیہ۔ آسٹریلیا اور سویڈن غیر حاضر رہے۔ گویا ایک طرح سے انہوں نے بھی مخالفت کی ہے۔ جن ممالک نے مخالفت کی ہے۔ شاید ان کے پاس بھی کچھ وجوہات ہوں گی۔ لیکن خواہ وہ وجوہات کیسی بھی ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ مخالفت کرنے والے ممالک انسانیت سے ضرور معرا ہیں۔ کتنی حیرت ہے کہ ان ممالک میں سے خاص طور پر برطانیہ اور بھارت ایک طرف تو دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ وہ دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ اور جنگ کا وجود ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنا ظالمانہ کیرکٹر اس طرح واشگاف کر رہے ہیں۔ کہ بے گناہ انسانوں کو صرف اپنی تہذیبی فتحیابی کے لئے بالکل صفحۂ ہستی سے مٹا دینا جائز سمجھتے ہیں۔ اور وہ اس کو بین الاقوامی جرم نہیں بننے دینا چاہتے۔

زیادہ سے زیادہ ان کا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اندرونی معاملات میں یو۔ این۔ او کی دخل اندازی نہیں چاہتے۔ مگر یہ اعتراض جرائم کی دہشتناکی کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

ہمارے نزدیک کمیشن کا یہ فیصلہ نہایت ہی منصفانہ مبنی بر انسانیت اور دانشمندانہ ہے۔ اور اگرچہ اقوام متحدہ کی انجمن کے پاس ابھی بظاہر کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آتی جس سے وہ ان جرائم کی سزا دے سکیگی۔ اور ان کا انسداد کر سکے گی۔ مگر پھر بھی اس کا ایک اخلاقی اثر اقوام عالم پر ضرور پڑیگا۔ اور کبھی نہ کبھی جب یو۔ این۔ او صحیح معنوں میں اور منصفانہ۔ غیر جانبدارانہ اور آزادانہ عمل کرنے پر قادر ہو جائیگی۔ تو ان جرائم کا بھی انشاء اللہ خاطر خواہ انسداد ہو سکے گا۔

"آج وہ کل ہماری باری ہے"

"درنجف" سیالکوٹ جو شیعوں کا مشہور و معروف ترجمان ہے۔ ایک مدت سے پاکستان میں اعتقادی اختلاف کی بناء پر تفرقہ اندازی کرنے والوں کے خلاف لکھ رہا ہے۔ اور ہم نے اسی ضمن میں اس کے ایک دو اداریے الفضل میں بھی نقل کئے ہیں۔ مدیر "درنجف" نے اس مسئلہ پر بعض نہایت زور دار افتتاحیے لکھے ہیں۔ اور ملک کی فضا خراب کرنے والے گروہ کے استیصال کے لئے حکومت کو پرزور الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔

اس لئے ہمیں بجا امید تھی۔ کہ کراچی کے واقعات میں اسے اپنی تائید میں ایک نمایاں مثال ہاتھ آجائیگی۔ اور وہ اسے اپنے خدشات کی تائید میں پیش کر کے حکومت سے پر زور اپیل کریگا۔ کہ ملک کے امن و امان کو خطرہ میں ڈالنے والے گروہ کی سخت گوشمالی کی جائے۔ اور ایسے رجحانات کا جلد از جلد قلع قمع کیا جائے۔

بے شک اپنی گذشتہ اشاعت میں اس نے لکھا بھی ہے۔ مگر کچھ ایسی دو دلی کے ساتھ کہ ہمیں سخت حیرت ہوئی ہے۔ زمیندار نے صریح طور پر واقعات کراچی کو غلط پیش کیا تھا۔ اور زمیندار نے ایسی باتیں تراشی تھیں۔ جو قطعاً واقعہ نہیں ہوئیں مثلاً یہ کہ دو مسلمان مارے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر ہم نے زمیندار کو دراستی سے ڈانٹا تھا۔ تو چاہیے تھا۔ کہ درنجف بھی حق کی تائید کرتا۔ اور ہم سے بھی زیادہ سختی سے اس کو ڈانٹ پلاتا کیونکہ ایسا افترا یقیناً ملک کا امن برباد کرنے والا تھا۔

پھر "درنجف" کے مدیر محترم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ احراری گروہ ہی ملک میں اعتقادی اختلافات کی بناء پر بدامنی پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ نہ صرف یہ احمدیوں کے خلاف ہی ایسا کر رہا ہے۔ بلکہ مدیر درنجف کو معلوم ہے۔ کہ ملک میں آج تک جتنے بھی شیعہ سنی فسادات ہوئے ہیں۔ ان میں احراریوں ہی کا ہاتھ تھا اس سے صاف نتیجہ نکلتا تھا کہ آج اگر احراری سادہ دل عوام کو احمدیوں کے خلاف بھڑکا کر ملک کی فضا خراب کر رہے ہیں۔ تو کل وہ یقیناً اسی طرح شیعوں کے تعلق میں بھی کریں گے۔ اور پرسوں حنفی وہابی سوال اٹھائیں گے۔ یہ ہم اس لئے بھی عرض کر رہے ہیں۔ کہ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ "درنجف" کی پالیسی مسلم لیگ کے حق میں ہے۔ اور وہ ملک میں امن و چین کا حامی ہے۔ اس لئے ہمیں افسوس ہے کہ اس نے جیسا کہ چاہیئے تھا۔ کراچی ایسے واقعات کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ اس کے برخلاف "رضاکار" نے جو ایک مدت تک احراریوں کا ہمنوا رہا ہے۔ ہماری دانست میں "درنجف" سے زیادہ اس خطرہ کو محسوس کیا ہے۔ جو احمدیوں کے بعد شیعہ اور اہل حدیث وغیرہ فرقوں کے لئے احراری ملک میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی اشاعت یکم جون ۱۹۵۲ء میں نہایت پر زور نوٹ واقعات کراچی کے ذمہ داروں کے خلاف لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"حادثہ کراچی:۔ ۱۷-۱۸ رمئی کو جہانگیر پارک کراچی میں احمدیوں کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اکثریتی عوام نے جو نازیبا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ ہر حساس پاکستانی کے لئے موجب ندامت ہے۔ مملکت پاکستان نے جذبات اور بلند ترین قدروں کی اساس پر قائم ہوئی ہے۔ جس کی صیانت اور مزید استحکام ہر محب وطن کا اولین فریضہ ہونا چاہیئے۔ ہمیں احمدیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اور نہ ان کا کوئی مسئلہ ہمارے مسائل سے میل کھاتا ہے۔ بلکہ بلاخوف تردید ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ شیعی مسلمات جس شدت سے احمدیت کی نفی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے کسی فرقے کے معتقدات میں اتنی سختی نہیں۔ کیونکہ شیعہ عصمت انبیاء اور وجود امام عصر کا راسخ عقیدہ رکھتے ہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے فرقوں میں یہ اصول کچی ٹہنی کی طرح لچکدار ہیں لہٰذا مسلمانوں کے عام مکاتب تو کسی نہ کسی گنجائش کے سبب ممکن ہے برداشت بھی کر لیں۔ مگر تشیع تو کسی صورت میں بھی احمدیت وغیرہ کو کوئی جگہ نہیں دے سکتا۔ اس کے باوجود شیعہ علماء پریس اور عوام نے کسی لمحہ مخالفت میں کوئی ایسا رویہ اختیار نہیں کیا۔ جس سے شرمناک فرقہ وارانہ کی سمت بڑھتی۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ مجلس احرار (جس کا مقصد وحید احمدیت کا استیصال ہے) کا اسٹیج ایک عرصہ تک بدزبانی اور غیر مہذب طرز جدل کا اکھاڑہ بنا رہا۔ مگر جب سے شیعہ علماء کو مدعو کیا جانے لگا۔ اسی پلیٹ فارم پر شائستگی پیدا ہو گئی (؟)

شیعہ علماء وجادلھم بالتی ھی احسن کے قرآنی فلسفہ سے اچھی طرح واقف اور اس پر عامل ہیں۔ اسی طرح شیعہ پریس بھی اپنی روایتی متانت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ عوام خواہ کسی فرقے کے ہوں۔ ان ہی دو ذرائع سے اثر قبول کرتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اکثریت کے علماء اور پریس نے اپنے عوام کو اس درجہ اشتعال دلایا ہے۔ کہ جب کبھی بھی انہیں موقعہ ملتا ہے۔ دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں کوہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑتے ہیں۔

جہانگیر پارک کا حادثہ یقیناً تکلیف دہ ہے۔ لیکن ہم اس کی ذمہ داری کسی پر عائد کئے بغیر تمام پاکستانی عوام کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ پاکستان کی تخلیق میں اقلیت کے مفہوم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور اس مملکت کے ارباب لبست وکشاد کا دعویٰ بھی ہے۔ کہ سبز پرچم کا سایہ اقلیتوں کی آسودگی کا ضامن ہے۔ لہٰذا کسی خام خیالی کے باعث غلط راہیں اختیار کر کے کوئی ایسی صورت پیدا کرنے کی کوشش نہ کرنا چاہیئے جس سے ملک کی نیک نامی پر آنچ آئے۔ اسلام میں (قلیت اور اکثریت کا کوئی سوال نہیں۔ ناقل) جمہور کو چاہیئے۔ کہ وہ مسٹر ابوطالب نقوی چیف کمشنر کراچی کے ان الفاظ پر توجہ دیں اور ہمیشہ کے لئے انہیں مشعل راہ بنائیں۔ کہ:۔

"مرزائی بھی پاکستانی ہیں۔ اور انہیں بھی اجلاس منعقد کرنے کا حق اس وقت تک حاصل رہے گا۔ جب تک کہ وہ مروجہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریں حکومت کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دے سکتی۔ کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔"

ساتھ ہی ہم علمائے کرام کی خدمت میں بھی گذارش پیش کریں گے۔ کہ وہ "جواز وعدم جواز" کی بحث چھیڑ کر جارحانہ ذہنیتوں کی حوصلہ افزائی نہ فرمائیں۔ نیز پریس کو بھی اپنے واجبات اور ملک کے حالات کا احساس کرنا چاہیئے

اس سلسلہ میں ۲۰ رمئی کو کراچی میں مجلس ختم نبوت کی جانب سے ایک پریس کانفرنس میں طبقہ علماء نے جو بیان دیا ہے۔ اسے ہم کم از کم پاکستانی معیار کے علماء کے اذہان کا نتیجہ نہیں کہہ سکتے۔

اس کانفرنس کے ہمارے ایک ذمہ دار عالم مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ بھی شریک تھے اس اعتبار سے مولانائے موصوف بھی ایک حد تک مسئول ہیں۔ جس کا ہمیں سخت ملال ہے۔ اور بصد ادب و احترام ہم قبلہ و کعبہ کی خدمت میں ملتجی ہیں۔ کہ وہ آئندہ کسی ایسی نشست میں شمولیت نہیں فرمائیں گے۔ جس میں شعوری طور پر قرارداد مقاصد کا پاس اور اقلیتوں کے لئے جذبۂ احترام موجود نہ ہو۔ اس وقت سواد اعظم کے علماء صرف احمدیت کے خلاف اپنی جنبہ دارانہ ذہنیت کا استعمال کر رہے ہیں۔

[illegible] نگران کے بگڑے ہوئے تیور شیعوں کو بھی للکار سکتے ہیں اور فضا اعلان کر رہی ہے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔"

خطبہ جمعہ نمبر ۲۰

جو قوم خدا تعالیٰ کے گھر کو آباد رکھنے کی کوشش کرتی ہے دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی

اُس کے گھر کو ویران نہیں کر سکتی

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد تعمیر کرنیکی بابرکت تحریکات میں پورے زور سے حصہ لے

شوریٰ کے فیصلے کے مطابق اب احباب مختلف تقریبوں پر اور اپنی آمدنیوں میں سے کچھ نہ کچھ رقم ضرور اس فنڈ میں دیتے رہیں

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ مئی ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

[illegible] مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

تشہد اور تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے جمعہ میں

بھی میں نے دیکھا کہ سائبان نہیں لگے ہوئے تھے مگر اس دن ہوا تیز چل رہی تھی اور جو میں کس قدر خنکی تھی۔ میں نے اسے اسباب پر محمول کیا کہ سلسلہ کے مال کی حفاظت کے لئے جبکہ لوگوں کو اتنی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی۔ منتظمین نے عقل اور تدبر سے کام لیا ہے۔ لیکن آج ہوا نہیں چل رہی۔ دھوپ تیز ہے پھر بھی میں دیکھتا ہوں کہ سائبان نہیں لگائے گئے جس کی وجہ سے باہر بیٹھنے والے لوگوں کے لئے بیماری کا خطرہ ہے۔ لوگ سمٹ کر مسجد کے اندر تو بیٹھے ہوئے ہیں لیکن نمازوں کے لئے انہیں باہر نکلنا پڑے گا۔ اور آجکل کی گرمی میں دو چار منٹ بھی ساکن بیٹھنا یا کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ چلتے پھرتے ہوئے اور بات ہوتی ہے۔ اس وقت کچھ نہ کچھ ہوا لگتی رہتی ہے اور انسان

گرمی کی شدت

کو زیادہ محسوس نہیں کرتا۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ منتظمین نے اس میں کیا حکمت مدنظر رکھی ہے (بعد میں منتظمین نے بتایا کہ صبح ہوا چلی تھی جس سے سائبانوں کو بہت نقصان پہنچ گیا) میں نے انہیں توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی تدبیر کریں کہ ہوا کے دنوں میں سائبان پھٹیں نہیں وہ کھڑے رہیں اور دیواروں پر ان کا بوجھ نہ پڑے۔ کیونکہ دیواریں کمزور ہیں۔ جو تجویز میں نے بتائی تھی۔ اس کو تو انہوں نے رد کر دیا اور لکھا کہ انجنیئر اس کا فائدہ نہیں سمجھتے۔ گو میرے نزدیک اس سے فائدہ ہو سکتا تھا۔ مگر جو تجویز اس کے مقابلہ میں پیش کی گئی تھی۔ اس پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔ اور اس وجہ سے ڈر ہے کہ جو لوگ باہر بیٹھیں گے خصوصاً بوڑھے اور کمزور لوگ ان کی صحت کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

آج میں جماعت کو اس فیصلہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو شوریٰ میں

مساجد بنانے کے متعلق

ہوا ہے۔ شوریٰ میں یہ تحریک پاس ہوئی تھی۔ کہ لوگ مختلف تقریبوں پر اور مختلف پیشہ ور اپنی آمدنیوں پر کچھ نہ کچھ رقم مساجد کے لئے دیتے رہیں جس سے غیر ممالک میں جہاں مساجد کا بنانا تبلیغی نقطۂ نگاہ سے ضروری ہے مساجد تعمیر ہوتی رہیں اس وقت جماعت نے اخلاص بھی دکھایا۔ جوش بھی دکھایا۔ بلکہ چار ہزار روپیہ نقد بھی جمع کر دیا۔ اور ساری ہی تجاویز کو انہوں نے پسند کیا اور منظور کیا۔ بلکہ بعض نے تجویز کردہ سے زائد چندہ تجویز کیا۔ اور کہا کہ چندے کو اس شکل میں رکھا جائے۔ تاکہ مساجد کی تعمیر کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ آسکے۔ لیکن عملی طور پر میں دیکھتا ہوں کہ سوائے چند لوگوں کے باقیوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ تاجروں میں سے میرے سامنے صرف ایک مثال آئی ہے۔ اور وہ

کوئٹہ کے ایک دوست

شیخ محمد اقبال صاحب کی ہے۔ جو بڑے تاجروں میں سے ہیں۔ فیصلہ یہ تھا کہ بڑے تاجر ہر مہینہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا جو نفع ہو وہ مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ پس میرے سامنے اب تک صرف یہی ایک مثال آئی ہے کہ انہوں نے اڑھائی سو روپیہ اس چندہ میں بھجوایا ہے۔ باقی کچھ لوگ جنہوں نے مجھ سے نکاح پڑھوائے تھے۔ ان کو میں نے یاد دلایا کہ خوشی کی تقاریب پر مساجد کے لئے چندہ دینا بھی ضروری ہے۔ اور انہوں نے کچھ چندہ دے دیا۔ اب لاہور میں ایک دوست حیدر بخش صاحب جو گجرات کے رہنے والے ہیں انہوں نے مسجد کے لئے سو روپیہ دیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ سو روپیہ انہوں نے کسی اصول کے مطابق دیا ہے۔ بعض اور رقمیں بھی انہوں نے دی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی

خوشی کی تقریب پر

انہوں نے یہ چندہ دیا ہے یہ نہیں کہ کسی تجارتی اصول پر یہ روپیہ انہیں ملا ہو۔ کیونکہ بظاہر یہ رقم ان کے حالات سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ چھوٹے تاجروں کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ وہ ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا نفع اس غرض کے لئے دے دیا کریں۔ کیونکہ چھوٹے تاجروں کا جو نفع ہوتا ہے وہ بعض دفعہ ایک پیسہ ہوتا ہے بعض دفعہ ایک دھیلہ ہوتا ہے۔ اگر زیادہ بھی نفع ہو جائے تو چھوٹے تاجر کو ایک سودے میں دو آنے یا چار آنے مل جاتے ہیں۔ پس چونکہ ان کا نفع معمولی ہوتا ہے۔ اسلئے ان کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ وہ ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا نفع مساجد کے لئے دے دیا کریں۔ ربوہ میں ہمارے

پچاس کے قریب تاجر

ہیں۔ چار ہفتوں کے پہلے دن بھی ان پر گذر رہے ہیں اور چار ہفتوں کے پہلے دنوں میں کوئی نہ کوئی ان کا پہلا سودا بھی ہوا ہوگا۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے۔ ان پچاس میں سے کسی ایک نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ اب انجمن ربوہ نے اس پر عمل شروع کروا دیا ہے۔ (اب چندہ داخل ہونا شروع ہو گیا ہے) فرض کرو ان کا اوسط نفع ایک آنہ تھا تو چار ہفتوں میں ان کی طرف سے دو سو آنہ آنا چاہیئے تھا۔ بلکہ اب تو غالباً پانچواں ہفتہ شروع ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہر مہینہ میں ہفتہ سے کچھ زائد دن بچ رہتے ہیں اور شوریٰ پر بھی ایک ماہ سے تین دن زائد گذر چکے ہیں۔ پس اگر اوسط نفع ایک آنہ بھی سمجھا جاوے تو پانچ ہفتوں میں ان کی طرف سے اڑھائی سو آنہ آنا چاہیئے تھا۔ یعنی قریباً سولہ روپے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے ربوہ کے کسی تاجر نے بھی اس تجویز کو یاد نہیں رکھا۔ اور نہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ میں نے بارہا بتایا ہے۔ مرکز کے لوگ

دوسروں کے لئے نمونہ

ہوتے ہیں۔ اگر وہ اچھا نمونہ دکھائیں تو باہر کے لوگ بھی ان کی نقل کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ بھی اچھے ہو جائیں۔ اور اگر مرکز کے لوگ اچھا نمونہ نہ دکھائیں۔ تو باہر کے لوگ سمجھتے ہیں کہ اچھا نمونہ دکھانا کوئی ضروری چیز نہیں۔ بلکہ باہر کے کمزور لوگ تو جھوٹی باتیں بھی مرکز کی طرف منسوب کر کے اپنے لئے رستے نکالتے رہتے ہیں۔ عورتوں میں چونکہ زیادہ کمزوری ہوتی ہے اسلئے جب وہ اپنے خاوندوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں اور خاوند انہیں کہتے ہیں کہ ہم پر چندوں کا بوجھ زیادہ ہے ہم ان ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے تو ان میں سے بعض یہ جواب دے دیتی ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی بیویاں تو پانچ پانچ سو روپیہ کے جوڑے پہنتی ہیں اور تم ہمیں پچاس بھی نہیں دیتے اسی طرح کے اور بھی بہت سے جھوٹ میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ میں مذاقاً اس قسم کے لوگوں کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ تم اپنی بیوی کو لے آؤ۔ اور ہمارے گھر کی تلاشی لے کر

فی جوڑا اڑھائی سو ہمیں دے دو اور جوڑے لے جاؤ۔ تم کو سو فی صدی فائدہ پہنچ جائے گا۔ پانچ سو کا جوڑا اڑھائی سو میں مل جائیگا۔ اور ہمیں بھی نفع رہے گا۔ تو

اعتراض کرنے والے

ہمیشہ کرتے ہیں۔ اب سال بھر سے اس مضمون کا کوئی خط مجھے نہیں آیا۔ لیکن اس سے پہلے ایسے خط آتے رہتے تھے۔ بلکہ ہجرت کے بعد بھی ایک دو خط مجھے آئے تھے۔ جن میں اسی قسم کے اعتراضات درج تھے۔ بعض خاوند جو زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ وہ تو اپنی بیویوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی مجھے اطلاع دے دیتے ہیں۔ کہ ہماری بیوی نے یہ جھوٹ بولا ہے۔ اور بعض دھوکے میں آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اوہو ہم نے غلطی کی۔ ہمیں چاہیئے تھا۔ کہ تمہارے ساتھ بھی ہم اسی معیار پر سلوک کرتے۔ تو بیرونجات میں کمزور لوگ ہمیشہ جھوٹ بول بول کر لوگوں کو ورغلایا کرتے ہیں۔ پھر جہاں سچ مل جائے۔ وہاں تو وہ لوگوں کو بڑی آسانی کے ساتھ دھوکا دے سکتے ہیں۔ پس سب سے پہلے میں

مرکز کے تاجروں کو

اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ کوئی ایسا بوجھ نہیں ہے۔ جس کا اٹھانا تمہارے لئے ناقابلِ برداشت ہو ممکن ہے۔ تمہارا پہلا سودا ایک دمڑی نفع والا ہو۔ یا ایک دھیلا نفع والا ہو۔ یا ایک آنے کا نفع ہی اس میں ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تمہارا امتحان لینا چاہے۔ اور پہلا سودا ہی بڑے نفع والا آجائے۔ مگر اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ یا تو تم بہت ہی نیک ہو۔ اور خدا تمہیں اس ذریعہ سے بہت زیادہ ثواب دینا چاہتا ہے۔ اور یا پھر تم کمزور ہو۔ اور خدا اس ذریعہ سے تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے۔ اور یہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ تم لالچ میں آکر گر جاتے ہو۔ یا اپنے ایمان میں پکے رہتے ہو۔ بہر حال یہ دونوں چیزیں ہی انسان کے لئے مفید ہیں۔ اگر خدا ہمیں زیادہ ثواب دینا چاہتا ہے۔ تو زہے قسمت۔ اور اگر خدا ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے۔ اور یہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ ہم اس

خدائی تحفہ

کے نفع کو کہاں استعمال کرتے ہیں۔ اپنی ذاتی ضروریات میں یا خدا کے گھر کی تعمیر میں۔ تب بھی زہے قسمت کیونکہ کم سے کم اس ذریعہ سے ہمیں اپنی کمزوری کا علم ہو گیا۔ پس میں پھر ان فیصلہ جات کو دہرا دیتا ہوں۔ ممکن ہے زبانی بیان کرنے کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو خطبہ پر نظر ثانی کے وقت اسکی اصلاح کر دی جائیگی۔ بہر حال جہاں تک مجھے یاد ہے۔ تجویز یہ ہوئی تھی۔ کہ پیشہ ور لوگ یعنی

وکلاء۔ ڈاکٹر اور کنٹریکٹر وغیرہ

پہلے اپنے گذشتہ سال کی آمد معین کریں۔ اور پھر اس تعیین کے بعد اگلے سال ان کی آمد میں جو زیادتی ہو۔ اس کا دسواں حصہ وہ مسجد فنڈ میں ادا کر دیا کریں۔ مثلاً ایک وکیل ہے، پچھلے سال اسکی آمد چھ ہزار روپیہ تھی۔ اگلے سال خدا تعالےٰ اسکی آمد کو سات ہزار روپیہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اب اسے جو ایک ہزار روپیہ گذشتہ سال سے زائد ملا ہے۔ اس کا دسواں حصہ وہ مسجد فنڈ کے لئے دے دے۔ یا اگر چھ کا آٹھ ہزار ہو گیا ہے۔ تو پھر دو ہزار کا دسواں حصہ دے۔ اس طرح مرزا عبدالحق صاحب کی تجویز کے مطابق جسے بعد میں وکلاء اور ڈاکٹروں نے مان لیا تھا۔

یہ بھی فیصلہ ہُوا تھا

کہ علاوہ سالانہ آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ دینے کے وہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینہ یعنی ماہِ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی مسجد فنڈ میں ادا کیا کریں (اس کی حکمت انہوں نے یہ بتائی تھی کہ بعض پیشہ وروں کی آمد بڑھے گی نہیں اور وہ ثواب سے محروم رہ جائیں گے) اسی طرح ایک تجویز یہ بھی پاس ہوئی تھی۔ کہ تمام ملازم خواہ وہ گورنمنٹ کی ملازمتوں میں ہوں۔ یا دوسرے اداروں میں کام کرتے ہوں۔ ہر سال جو انہیں سالانہ ترقی ملے اس میں سے پہلے مہینہ کی ترقی وہ مساجد کی تعمیر کے لئے دے دیا کریں۔ مثلاً ایک شخص کو

دس روپیہ سالانہ ترقی

ملی ہے۔ اب فرض کرو۔ اس نے بیس سال اور ملازمت کرنی ہے۔ تو اس کو تو بائیس سو ملیں گے۔ اور اسے مسجد کے لئے بیس سال میں دو سو روپے دینے پڑیں گے۔ اسی طرح یہ بھی فیصلہ ہُوا تھا۔ کہ جب کوئی شخص پہلی دفعہ ملازم ہو۔ تو وہ پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ کے لئے دے دیا کرے۔

زمینداروں کے متعلق چندہ کی جو تحریک کی گئی تھی۔ اس کا حساب کچھ غلط ہو گیا تھا۔ بعد میں میں نے غور کیا۔ تو مجھے محسوس ہُوا۔ کہ زمینداروں پر بہت زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے۔ ان کے لئے ہر فصل کی قیمت کا دوسواں حصہ بطور چندہ مقرر کیا گیا تھا۔ مگر یہ بوجھ پیشہ وروں اور ملازموں کی نسبت زیادہ بن جاتا ہے۔ اب میں نے سوچا ہے۔ کہ وہ

فی ایکڑ صرف دو آنے

دے دیا کریں۔ (میں نے خطبہ میں ایک آنہ کہا تھا۔ لیکن بعد میں غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ اس حساب سے ان کا حصہ بہت کم ہو جاتا ہے۔ سو خطبہ درست کرتے ہوئے میں نے دو آنہ فی ایکڑ تجویز کیا ہے۔ اور یہ بھی کوئی خاص بوجھ نہیں۔ ہاں جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو۔ ان کے لئے صرف ایک آنہ فی ایکڑ چندہ مسجد کا ہوگا)

فرض کرو کسی کے پاس ایک مربع یعنی ۲۵ ایکڑ زمین ہے۔ آٹھ ایکڑ وہ کپاس کرتا ہے۔ فرض کرو اس کی آٹھ من فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔ تو گویا چونسٹھ من کپاس اس کے پاس آگئی۔ تیس روپے بھی اگر قیمت رکھو۔ تو یہ دو ہزار ہو گئے۔ دو ہزار کا دوسواں حصہ (مجلس شوریٰ میں سواں حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ بعد میں جب یہ سکیم شائع ہوئی۔ تو دوسواں حصہ کر دیا گیا تھا) دس روپے بنتا ہے۔ پھر گندم آتی ہے کماد آتا ہے۔ ان کی مجموعی آمدن بھی قریباً قریباً کپاس کے برابر ہو جاتی ہے۔ نہ ہو تو پندرہ سو کے قریب تو ضرور آسکتا ہے۔ گویا مجموعی طور پر اسے پینتیس سو روپیہ ملا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ فی مربع اسے پندرہ روپے دینے پڑے۔ اور یہ رقم دوسرے لوگوں سے بہت زیادہ بن جاتی ہے۔ پس میں نے

تجویز کیا ہے

کہ وہ آئندہ فی ایکڑ دو آنہ دے دیا کریں۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک مربع والے کو تین روپے دو آنے دینے پڑیں گے۔ یوں عام آمدن کے لحاظ سے اسے پندرہ روپے دینے پڑتے تھے۔ اور جن کی زیادہ آمدنیں ہیں۔ انہیں پچیس چھبیس دینے پڑتے تھے۔ مگر اب دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے سال بھر میں انہیں صرف تین روپے دو آنے دینے پڑیں گے۔ (لیکن جو مزارع کے طور پر کام کرتے ہیں۔ چونکہ نصف مالک کو دیتے ہیں ان کے لئے ایک آنہ اور دو پیسے فی ایکڑ کی شرح ہوگی۔ دس سے اوپر ایکڑ جس کے پاس مزارعت کے ہوں۔ اس پر ایک آنہ فی ایکڑ اور دس یا اس سے کم جس کے پاس مزارعت کے ہوں۔ اس پر فی ایکڑ دو پیسے چندہ مسجد واجب ہوگا) پہلے طریق کے مطابق زمینداروں کے لئے اپنی آمدنیوں کا حساب کرنا مشکل تھا۔ لیکن دو آنہ یا آنہ فی ایکڑ کے لحاظ سے ان کے لئے حساب کی مشکل اڑ جاتی ہے۔ فرض کرو کسی کے پاس تین ایکڑ ہیں۔ ایک ایکڑ گندم کرتا ہے۔ اور ایک ایکڑ کپاس کرتا ہے۔ یا کپاس نہیں کرتا۔ تو سبزی ترکاری بوتا ہے۔ تو اس کی آمد بھی چھ سات سو بن جاتی ہے۔ گو اس میں بیلوں کے بھی اخراجات ہیں۔ اس طرح اس کے دوسرے اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔ بہر حال

نہری زمینوں کے لحاظ سے

اسکی رقم کوئی تین چار روپے بنتی تھی۔ جو اسے مسجد کے لئے دینی چاہیئے تھی۔ لیکن اس حساب سے اس کی رقم صرف تین آنے بنیگی (کیونکہ دس ایکڑ سے کم کے مالک پر ایک آنہ فی ایکڑ واجب کیا گیا ہے) اور تین آنے اور تین روپے میں بڑا بھاری فرق ہے۔ پس اس تحریک کے ساتھ ہی میں زمینداروں کے پہلے چندہ میں تبدیلی کا بھی اعلان کرتا ہوں۔ اس وقت حساب پہلا ہو گیا تھا۔ اور غلط حساب ہو جانے کی وجہ سے ان کی رقم زیادہ بن گئی تھی۔ میں نے دیکھا ہے۔ زمینداروں میں سے جو کمزور ہوتے ہیں۔ وہ بھی انتہائی کمزور ہوتے ہیں۔ اور جو مخلص ہوتے ہیں۔ وہ بھی انتہائی مخلص ہوتے ہیں۔ اور ان کی قربانی بہت سے کھاتے پیتے لوگوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہی حال مزدوروں کا میں نے دیکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ اگر غریب اور بھوکے مرنے والوں میں سو میں سے بیس اچھے مخلص ہوتے ہیں۔ تو کھاتے پیتے لوگوں میں سے سو میں سے دو اچھے مخلص ہوتے ہیں۔ پس جہاں ان کا اخلاص قابل قدر ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ان کی رقم دوسروں جتنی ہی رکھی جائے۔ ان سے زیادہ نہ رکھی جائے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ دو آنہ کے لحاظ سے بھی پندرہ بیس ہزار روپیہ سالانہ ہماری جماعت کے زمینداروں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت کے زمینداروں کی زمین کسی صورت میں بھی دو اڑھائی لاکھ ایکڑ سے کم نہیں ہے پھر بیرونجات میں بھی لوگوں کے پاس زمینیں ہیں۔ انڈونیشیا تو غریب ملک ہے۔ مگر افریقہ اور امریکہ وغیرہ میں روپے کی قیمت زیادہ ہے۔ اور پیداوار بھی زیادہ ہے۔ اسی لئے ان کے پاس روپیہ زیادہ ہے۔ خصوصاً ایسٹ افریقہ میں۔ پس اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو اس ذریعہ سے بھی ہزاروں روپیہ سالانہ مساجد کی تعمیر کے لئے اکٹھا ہو سکتا ہے۔

تاجروں کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ تجویز یہ پاس ہوئی ہے۔ کہ بڑے تاجر ہر مہینہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ بڑے تاجروں کا بعض دفعہ ایک ایک سودے کا منافع چار چار پانچ پانچ سو روپیہ ہوتا ہے۔ جیسے میں نے بتایا ہے۔ کہ کوئٹہ کے ایک دوست نے صرف ایک سودے کا منافع اڑھائی سو روپیہ بھجوا دیا۔ چھوٹا تاجر اگر ہزار سودوں کا منافع جمع کرے۔ تب شاید وہ اڑھائی سو روپیہ تک پہنچے۔ ہماری جماعت میں ایسے تاجر جو بڑی تجارتیں کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے چار پانچ سو کے قریب ہیں۔ جیسے منڈیوں کے آڑھتی ہیں۔ کمپنیوں والے ہیں۔ کارخانوں والے ہیں یا دوسرے تاجر ہیں۔ اور چھوٹا تاجر تو کئی ہزار ہے۔ چھوٹے تاجروں کے لئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ یہ فیصلہ ہے۔ کہ وہ ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ مثلاً ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ مجھے ایک آنے کا نسل دے دیں۔ اب اس میں اس کا نفع

ایک دھیلہ یا دمڑی

ہوگی۔ یا کوئی آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ مجھے آٹھ آنے کا آٹا دے دیا جائے۔ یا مٹی کے تیل کی ایک بوتل دے دی جائے۔ پہلے ایک بوتل ڈیڑھ آنہ میں آجایا کرتی تھی۔ اب

چار یا پانچ آنے میں آجاتی ہے۔ بہرحال ایسے سودوں میں روپیہ ڈیڑھ روپیہ یا دو پیسے کا ہی نفع ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کسی دن اچھا سودا ہو جائے اور کوئی گاہک آکر کہے۔ کہ مجھے آٹے کی ایک بوری دے دی جائے اور آٹے کی بوری میں آج کل کی مہنگائی کو دیکھتے ہوئے تاجر کو روپیہ ڈیڑھ روپیہ نفع مل جاتا ہے۔ یا کوئی شخص آگیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے دس بیس گز کپڑا دے دیا جائے۔ یا کوئی بوٹ خریدنے کے لئے آگیا۔ آج کل بوٹ بہت مہنگے ہیں سوہ سلیپر جو پہلے چودہ آنے میں آیا کرتے تھے۔ اب سات آٹھ روپے کو آتے ہیں۔ اس میں بھی تاجر کو روپیہ یا آٹھ آنے کا نفع ہو جاتا ہے۔ بہرحال

ہر ہفتہ کے پہلے دن

جو بھی پہلا سودا ہو۔ خواہ تھوڑے نفع والا ہو۔ خواہ زیادہ نفع والا ہو۔ وہ نفع مسجد فنڈ میں دے دیا جائے۔ یہ نفع ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہے گا۔ اور چونکہ یہ کسی معین رقم کی شکل میں نہیں۔ اس لئے انسانی طبیعت پر اس کا دینا کچھ گراں نہیں گذرتا جیسے انگریز قوم میں ہر غریب سے غریب اور امیر سے امیر میں یہ عادت ہے۔ کہ وہ کچھ نہ کچھ گھوڑوں پر شرطیں باندھنے میں ضرور صرف کرتا ہے۔ اور یہ خرچ اس کی طبیعت پر گراں نہیں گذرتا۔ کیونکہ اس میں مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ہر شخص یہ عہد کرلے کہ میں ہفتہ کے پہلے دن پہلا سودا خدا کے نام پر کروں گا۔ تو ہر ہفتہ کا دن اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی۔ کہ دیکھوں آج

خدا کے سودے کے لئے

دس روپے کا گاہک آتا ہے یا دو پیسے کا گاہک آتا ہے۔ بہرحال دو پیسے کا گاہک آئے یا دو آنے کا یا دو روپے کا اس کا فرض یہی ہے۔ کہ وہ ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مساجد کی تعمیر کے لئے دیدیا کرے۔

اسی طرح مستریوں۔ لوہاروں اور مزدوروں وغیرہ کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ وہ ہر مہینہ کے پہلے دن کی مزدوری کا (یا کوئی اور دن مقرر کرکے اس دن کی مزدوری کا) دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ بالکل ممکن ہے کہ مہینہ کے پہلے دن انہیں مزدوری ہی نہ ملے۔ یا ممکن ہے ملے تو آدھے دن کی مزدوری ملے۔ بہرحال اسے جو بھی مزدوری ملے۔ پورے دن کی ملے یا آدھے دن کی ملے اس کا دسواں حصہ دینا اس کے لئے ضروری ہوگا۔ اگر ایک کمہار کو تین روپے مزدوری ملتی ہے۔ تو ساڑھے چار آنے اور اگر

آدھے دن کی مزدوری

ملتی ہے۔ تو سوا دو آنے اسے دینے پڑیں گے نہ ملے۔ تو کچھ بھی نہیں دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر مزدور کو ڈیڑھ روپیہ ملے گا۔ تو اس پر اڑھائی آنے مسجد کا چندہ لگ جائے گا۔ غرض یہ ایک اس قسم کا پُر لطف کام ہے۔ کہ بجائے طبیعت پر بوجھ ہونے کے انسان کو اس میں لطف آتا ہے۔ اور طبائع میں انشراح قائم رہتا ہے۔ کیونکہ یہ طریق ایسا ہے۔ جس میں چندہ کی کوئی مقدار معین نہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے ذکر کا بھی موقعہ نکلتا رہتا ہے۔ اب تو تاجر سارا دن بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف کوئی توجہ ہی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن مہینہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کے لئے وہ ضرور سوچے گا۔ کہ دیکھوں آج مجھے کیا ملتا ہے اور میں خدا تعالیٰ سے کتنا ثواب حاصل کرتا ہوں۔ اس طرح قدم بقدم خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا چلا جائے گا۔

پھر مسجدیں ایسی چیز ہیں کہ ان کا قیام

قوم کے لئے بڑی برکت

کا موجب ہوتا ہے۔ دیکھو وصیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ بہشتی مقبرہ کی زمین کسی کو بہشتی نہیں بناتی۔ بلکہ انسان کے اعمال اسے بہشتی بناتے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں صرف اسی نام کی وجہ سے کہ اسے بہشتی مقبرہ کہا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وعدے اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اب وصیت کی آمدن زیادہ ہے اور دوسرے چندوں کی آمد کم ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ معین صورت میں نام آگیا ہے کہ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا وعدہ ہے۔ وصیت کی طرح مسجد بنانے والے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا وعدہ ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ جو شخص میرے لئے مسجد بناتا ہے میں اس کے لئے آخرت میں گھر بناتا ہوں۔ گویا یہ بھی ایک

وصیت جیسی تحریک ہے

کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اس کے ساتھ موجود ہے کہ جو شخص مسجد بنائے گا۔ اس کے لئے خدا جنت میں گھر بنائے گا۔ اور پھر دہی وصیت والی شرط یہاں بھی پائی جاتی ہے۔ کہ قربانی کرنے والا نیک ہو۔ اگر کوئی کنجنی مسجد بنا دے۔ تو ہم کہیں گے کہ اس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ مزاح کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز ہی نہیں پڑھتا اور روزے نہیں رکھتا۔ سچ نہیں بولتا۔ جھوٹ اور فریب سے کام لیتا ہے۔ دوسروں [illegible] ادا نہیں کرتا۔ تو اس کا مسجد کیلئے چندہ دینا اسے جنت میں نہیں لے جا سکتا۔ لیکن اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ سچ بولتا ہے۔ جھوٹ ظلم اور فریب سے بچتا ہے۔

دین سے محبت

رکھتا ہے۔ اسکو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوسرا شخص جو مسجد نہیں بناتا اس سے یہ زیادہ یقینی جنتی ہے۔ تمہیں اپنی کمزوری کے اوقات میں کئی دفعہ خیال آتا ہوگا۔ کہ فلاں نے کیسا اچھا مکان بنا لیا ہے لیکن افسوس کہ ہمارا کوئی کوئی مکان نہیں۔ یا اگر تمہارے ہمسائے نے کوئی اچھا سا کمرہ بنا لیا ہے تو تمہارے بچے سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہمارا بھی کوئی ایسا ہی کمرہ بن جائے تو کیا اچھا ہو۔ مگر وہ تو تمہاری محض خواہشات ہوتی ہیں۔ اور یہ وہ وعدہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کیا۔ کہ اگر تم میرے لئے دنیا میں گھر بناؤ گے تو میں بھی تمہارے لئے

آخرت میں گھر

بناؤں گا۔ اگر ایک شخص کی کوٹھی دس ہزار روپے کی ہو۔ اور تمہاری کوٹھی اس کے مقابلے میں بیس ہزار روپے کی ہو۔ تو تمہارے لئے یہ امر کتنی خوشی اور فخر کا موجب ہوگا۔ اس طرح اگر جنت میں ایک شخص کو اپنی نیکیوں کی وجہ سے چاندی کا مکان ملے گا۔ تو مسجد بنانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ سونے کا مکان دے دیگا۔ یا ایک کو سونے کا مکان ملا۔ اور تمہیں بھی سونے کا مکان ہی ملنا چاہیئے تھا۔ تو چونکہ تم نے مسجد بنائی اس لئے تم کو موتیوں کا مکان ملے گا۔ یا ایک اور شخص کو موتیوں کا گھر ملا۔ اور تمہیں بھی موتیوں کا گھر ہی ملنا تھا۔ لیکن اس لئے کہ تم نے مسجد بنائی۔ خدا تمہیں موتیوں کی بجائے ہیروں کا مکان دے دیگا۔ سونے موتی ہیرے کے الفاظ تمثیلی ہیں کوئی یہ خیال کرے کہ میرے نزدیک اس دنیا کی نعماء اس دنیا کی قسم سے ہیں۔ بہرحال تم دوسروں سے فضیلت میں رہو گے۔ اور اگر دوسرے بھی یہی نیکی کرنے لگ جائیں گے۔ تو یہ تمہارے لئے اور زیادہ خوشی کا موجب ہوگا۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ تمہاری ساری قوم ہی اونچی ہو گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک دفعہ غربا

آئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ امیر لوگ بعض ایسی نیکیاں کرتے ہیں۔ جن کی ہمیں توفیق نہیں ہوتی۔ وہ چندے دیتے ہیں وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ اور اس طرح نیکیوں میں ہم سے آگے نکل جاتے ہیں۔ باقی نیکیاں ایسی ہیں جو ہم بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں۔ جہاد ہم بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں۔ نمازیں ہم بھی پڑھتے ہیں اور وہ بھی پڑھتے ہیں روزے ہم بھی رکھتے ہیں اور وہ بھی رکھتے ہیں لیکن ہمارے پاس نہیں۔ وہ چندے دینے کی وجہ [illegible] کس

طرح ازالہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں۔ کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو قیامت کے دن ان سے زیادہ درجہ پالو گے اور وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے خاتمہ پر

تینتیس دفعہ الحمدللہ

سو۳۳ تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ مگر کسی طرح امیروں کو بھی اس بات کا پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے بھی ہر نماز کے بعد سبحان اللہ۔ الحمدللہ اور اللہ اکبر کا ورد شروع کر دیا غریب صحابہؓ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ان امراء کو روکئے۔ پہلے یہ چندے دیتے تھے۔ اور ہم ان سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ آپ نے ہمیں آگے نکلنے کی ایک ترکیب بتلائی۔ تو اب اس پر بھی امراء نے عمل شروع کر دیا ہے۔ اور وہ پھر ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر خدا کسی کو نیکی کا موقعہ دیتا ہے تو میں اسے کس طرح روک سکتا ہوں۔ تم بھی مت گھبراؤ کہ اگر قوم کے سارے افراد ہی مساجد بنانے میں حصہ دار بن گئے۔ تو تمہاری فضیلت کیا رہی کیونکہ پھر تمہارے لئے یہ

ایک اور فخر کا مقام

پیدا ہو جائے گا۔ کہ تمہاری قوم کے سارے افراد ہی اونچے اور بلند مراتب رکھنے والے ہیں۔ پس دوسروں سے مقابلہ بھی اپنی جگہ پر اچھا ہے۔ لیکن اگر ساری قوم بھی مقابلہ میں شریک ہو جائے۔ تو پھر یہ دوسرا فخر کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ میں ایک ایسی قوم کا فرد ہوں۔ جس کا ہر فرد ہی اونچا ہے۔ پس یہ کام ایسا ہے جس کے ساتھ بڑی بڑی برکات وابستہ ہیں۔ مگر اس کے لئے طریق ایسا نکالا گیا ہے۔ جو کسی پر گراں نہیں گذرتا۔ اور نہ کسی کو کوئی خاص بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اور اگر کسی کے لئے یہ کام بوجھل بنتا ہے۔ تو اس کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ اسے زیادہ ثواب دینا چاہتا ہے اور یا یہ کہ خدا تعالیٰ اس کا امتحان لینا چاہتا ہے جب خدا تعالیٰ تمہیں زیادہ ثواب دینا چاہے گا۔ تو وہ مہینہ کے پہلے دن کوئی بڑا سودا تمہارے سامنے لے آئے گا۔ اور تم اس کا نفع

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ

کرکے زیادہ ثواب لوگے۔ اور تمہاری ایمان میں ترقی کرنے کی خواہش پوری ہو جائے گی۔ اور یا پھر خدا تعالیٰ تمہارا امتحان لینے کے لئے مہینہ کے پہلے دن کوئی بڑا سودا تمہارے سامنے لے آئیگا اسوقت

کمزور آدمی ڈگمگا جائے گا اور وہ خیال کریگا کہ اس میں تو میرا آٹھ آنے نفع ہے اور باقی سارے دن کے سودوں میں کسی میں آنہ نفع ہے اور کسی میں دو پیسے پس اس کے دل میں قربانی کرنے سے انقباض پیدا ہوگا اور وہ خیال کریگا کہ میں تو گھاٹے میں رہا۔ جب اس کے دل میں انقباض پیدا ہوگا تو اگر وہ مومن ہوگا تو اُسے فوراً پتہ لگ جائے گا کہ میرا ایمان کامل نہیں کیونکہ میں نے یہ نفع اپنے پاس سے نہیں دینا تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر چھوڑا تھا کہ وہ جس کو چاہے میرے پاس لے آئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حصہ کو پہلے لے آیا اور مجھے بُرا لگا پس معلوم ہوا کہ میں خدا سے خوش نہیں۔ چنانچہ اگر اس کے دل میں

خدا تعالیٰ کا خوف

ہوگا تو وہ لازماً اپنی اصلاح کی کوشش کریگا۔ اور جب وہ اپنی اصلاح کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ اس کے پہلے سودے بھی اچھے کر دے گا اور اس کے بعد کے سودوں میں بھی برکت رکھ دے گا۔

اسی طرح میں نے تحریک کی تھی کہ خوشی کی مختلف تقاریب پر مسجد فنڈ کے لئے کچھ نہ کچھ دینے رہنا چاہئیے۔ مثلاً کسی کی شادی ہوئی ہے تو وہ اس خوشی میں حسب توفیق کچھ چندہ مساجد کیلئے دیدے۔ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو وہ اس خوشی میں کچھ دیدے۔ کسی نے مکان بنایا ہے یا بنوانے لگا ہے تو اس خوشی میں کچھ دیدے۔ اگر اس نے پانچ ہزار روپے میں مکان بنایا ہے تو پانچ دس روپے خدا کے گھر کے لئے دے، دینا اس کے لئے دے دینا اس کے لئے کونسی بڑی بات ہے۔ ہمارا خدا تو ہم پہ

بے انتہا احسانات

کرتا ہے مگر اس نے اپنا حصہ اتنا تھوڑا رکھا ہوا ہے کہ اگر انسان غور کرے تو اسے شرم آجاتی ہے۔ چوبیس ۲۴ گھنٹہ میں نماز اور ذکر الٰہی پر جتنا وقت صرف ہوتا ہے اگر تم اس کا حساب کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ محض سونے کا وقت جس کے متعلق ہر شخص سمجھتا ہے کہ وہ ضائع چلا گیا ہے۔ وہ بھی نماز اور ذکر الٰہی کے وقت سے زیادہ ہے۔ غرض اور کام تو الگ رہے انسان کے سونے کا وقت بھی زیادہ ہے اور نماز روزے کا وقت اس کے مقابلہ میں بہت کم ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا حق بہت ہی چھوٹا کر کے رکھا ہے۔ اگر اس چھوٹے سے حق کے دینے میں بھی ہمارے دلوں میں انقباض پیدا ہو تو یہ ہماری بڑی بدقسمتی کی علامت ہے کوشش تو ہماری یہ ہونی چاہئیے کہ ہم اپنی ترقی کے قدم کو بڑھاتے چلے جائیں اور

قربانیوں کے نئے نئے رستے

سوچیں تاکہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو۔ نہ یہ کہ جو رستے ہمارے سامنے آئیں ان پر بھی چلنے کی ہم کوشش نہ کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھو۔ حضرت ابوہریرہ جن سے ہزاروں حدیث روی ہیں وہ آخری دنوں میں مسلمان ہوئے تھے ان سے پہلے کوئی صحابی بارہ سال سے ایمان لاچکے تھے۔ کوئی پندرہ سال سے ایمان لاچکے تھے کوئی بیس سال سے ایمان لا چکے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

جب ایمان لائے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اب بڑھاپے کی عمر میں ہیں اور زیادہ وقت گذر چکا ہے چنانچہ انہوں نے قسم کھائی کہ میں اب مسجد میں ہی بیٹھا رہوں گا۔ اور جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں گے میں آپ کی باتیں سنوں گا۔ اس التزام کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین سال پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ مگر اس تین سالہ عرصہ میں چونکہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انہوں نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس لئے جتنی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اتنی کسی پرانے سے پرانے صحابی سے بھی مروی نہیں۔ حالانکہ وہ دس دس پندرہ پندرہ سال پہلے ایمان لاچکے تھے۔ وجہ یہی تھی کہ وہ اور کام بھی کرتے رہتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو (غالباً) یہ فضیلت عطا فرمائی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے باپ بعد میں مسلمان ہوئے تھے اور وہ خود پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ غالباً وہ چھوٹے بچے ہی تھے جب مسلمان ہوگئے وہ بھی ہر وقت کوشش کرتے تھے (گو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جتنی نہیں) کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں۔ ایک دفعہ آپ

حج کے لئے

جا رہے تھے کہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک جگہ پہنچ کر انہوں نے قافلہ ٹھہرا لیا اور راستے سے ہٹ کر ایک مقام پر اس طرح گھٹنے کھڑے ہو گئے جس طرح کوئی شخص پیشاب کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور پھر واپس آگئے۔ ایک ساتھی نے دیکھا کہ جہاں وہ کھڑے ہوئے تھے۔ وہاں پیشاب کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ اس پر اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ آپ کو پیشاب آیا ہوا ہے مگر وہاں تو ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ انہوں نے فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے بعد حج کیلئے تشریف لے گئے تو یہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا (معلوم ہوتا ہے

وہ جگہ گندی تھی اور انسان بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے) جب میں یہاں سے گذرتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ چلو آپ کی اس سنت پر بھی عمل کروں چنانچہ گو مجھے پیشاب نہیں آیا تھا۔ مگر میں نے کوشش کی کہ میں وہ کام کروں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اب بظاہر ان کو دیکھنے والا یہی خیال کرے گا کہ بڑا سادہ لوح آدمی ہے کیونکہ اس میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ صرف

محبت کی آنکھ

سے دیکھنے والے کو خوبی نظر آسکتی ہے۔ جس کی محبت کی آنکھ کھلی ہوگی وہ وجد میں آجائے گا۔ اور کہے گا کیا عشق ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ یہ کوشش کیا کرتے تھے کہ انہیں جو بات بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہو اس پر عمل کریں۔ پس کوشش تو ہماری یہ ہونی چاہئیے کہ ہم نئے نئے رستے سوچیں جن سے ہم اسلام کی خدمت سرانجام دے سکیں اور جن سے زیادہ سے زیادہ دین کے قیام اور اس کی اشاعت میں مدد ملے نہ یہ کہ آسان ترین تدبیریں ہمارے سامنے آئیں اور ہم ان کو نظرانداز کر دیں۔

پس میں جماعت کے ان دوستوں کو جو دوہ میں رہتے ہیں۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایک مہینہ گذر چکا ہے اور انہوں نے اس بارہ میں ابھی تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ اب نہ پچھلا مہینہ واپس آسکتا ہے نہ پچھلے ہفتے واپس آسکتے ہیں اور نہ اس مہینے کا پہلا سودا یا ہر ہفتے کا پہلا سودا واپس آسکتا ہے۔ اب انہیں اپنے دل میں خود غور کرنا چاہئیے کہ وہ اس کمی کا کس طرح ازالہ کر سکتے ہیں اور اگر پہلی کمی کا ازالہ نہ کر سکتے ہوں تو کم سے کم آئندہ کیلئے ہی انہیں ہوشیار ہو جانا چاہئیے۔ مزدوروں کے لئے بھی مہینے کا پہلا دن مقرر ہے اور مستریوں اور لوہاروں کیلئے بھی مہینے کا پہلا دن مقرر ہے کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ (یا مہینہ کا کوئی اور دن مقرر کر کے) اس دن جو مزدوری مل جائے اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ تاجروں میں سے .... تھوک فروش تاجروں کے لئے یہ فیصلہ ہے کہ وہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کا پہلا سودا خدا تعالیٰ کے نام پر کریں اور اس کا منافع

مسجد فنڈ کے لئے دے دیں

چھوٹے تاجر ہر ہفتہ کے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیا کریں۔ جن پیشہ وروں تاجروں اور مزدوروں وغیرہ نے ایک مہینہ ضائع کر دیا ہے۔ ان کا علاج بہرحال ان کے ذریعے وہ خود سوچیں اور مافات کی تلافی

کی کوشش کریں اور آئندہ کے لئے بہتر نمونہ قائم کریں تاکہ اس کا اثر بیرونی جماعتوں پر بھی پڑے اور وہ دیکھیں کہ ربوہ والوں نے اپنے عہد کو کس خوبی سے نبھایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جوں جوں ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتی جائے گی کروڑوں کروڑ روپیہ اس سکیم کے ماتحت ہر سال مسجدوں کیلئے جمع ہو جایا کرے گا۔ اب بھی اگر پوری تنظیم سے کام لیا جائے تو ساٹھ ستر بلکہ اسی ہزار روپیہ بڑی آسانی سے جمع ہو سکتا ہے ابھی ہمارے سامنے مختلف عیسائی ممالک میں

مساجد تعمیر کرنے کا کام

ہے جیسے امریکہ ہے کہ وہاں مکان تو خرید لیا گیا ہے مگر ابھی مسجد نہیں بنی اور مکان کا قرض بھی ابھی تک ادا نہیں ہوا۔ اسی طرح ہالینڈ میں ہم نے مسجد بنانی ہے۔ گو یہ صرف عورتوں کے چندہ سے بنے گی۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ ہے۔ جرمنی ہے۔ فرانس ہے سپین ہے۔ یہ چار ممالک یورپ کے ایسے ہیں جہاں ہم نے مسجدیں بنانی ہیں۔ امریکہ کو بھی شامل کر لیا جائے تو پانچ ممالک بن جاتے ہیں اگر ہم وہاں کے حالات اور اخراجات کو مدنظر رکھیں تو ان پانچ مساجد میں سے ہر مسجد پر اوسطاً ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ یعنی بعض جگہ ایک لاکھ میں کام بن جائے گا۔ بعض جگہ سوا لاکھ خرچ آئے گا۔ اور امریکہ میں تین لاکھ کا اندازہ ہے جس میں سے ڈیڑھ لاکھ خرچ ہو چکا ہے۔ بہرحال یہ پانچ جگہیں ایسی ہیں جہاں ہم نے سردست مسجدیں بنانی ہیں اور جیسے میں نے بتایا ہے ان مساجد پر

سات آٹھ لاکھ روپیہ کے خرچ

کا اندازہ ہے۔ اگر ہماری ساری جماعت کا چندہ پچھتر ہزار روپیہ کے قریب ہو تو سمجھو کہ قریباً دس گیارہ سال میں جاکر یہ کام پورا ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ہماری جماعت پورے زور سے اس کام کو شروع کر دے تو خدا اس دنیا میں بھی ہمارے گھر بڑھانے شروع کر دے گا یعنی زیادہ سے زیادہ لوگ احمدیت میں داخل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک قوم

خدا تعالیٰ کے گھر

دنیا میں بنا رہی ہو۔ ایک قوم خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے کی کوشش کر رہی ہو اور صبح شام ان میں نمازیں پڑھتی اور انہیں ہر وقت آباد رکھتی ہو۔ اور خدا اس قوم کے افراد کے گھروں کو ویران کر دے۔ اگر تم اس بات کی کوشش کرو گے کہ خدا کا گھر ویران نہ ہو جائے تو کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا دشمنوں کو اس بات کی توفیق دے دیگا کہ وہ تمہارے گھروں کو ویران کر دیں۔ وہ قوم جو خدا تعالیٰ کے گھر کو آباد رکھنے کی کوشش کرتی ہے معمولی مولوی اور ملاں تو الگ رہے بڑی سے بڑی طاقتیں

اور قوتیں بھی اگر ان کے گھروں کو ویران کرنا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتیں۔ گورنروں کی کوٹھیوں پر پولیس کا پہرہ ہوتا ہے۔ بادشاہوں کے محلات پر فوجوں کا پہرہ ہوتا ہے۔ لیکن اس قوم کے گھروں کے دروازوں پر خدا کا پہرہ ہوگا اگر کوئی شخص پولیس کے پہرہ میں سے آگے نکل نہیں سکتا۔ اگر کوئی شخص فوج کے پہرہ میں سے آگے نکل نہیں سکتا تو کونسا ماں کا بچہ ہے جو خدا کے پہرہ میں سے گذرنے کی طاقت رکھتا ہو پس یہ

ایک برکت کی چیز

ہے جو خدا نے تمہارے سامنے رکھی ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔

درخواستہائے دعا

میرے نانا جان قبلہ چوہدری نیاز محمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ہیں) شدید امراض دمہ۔ فالج۔ دل کی دھڑکن اور درد کمر وغیرہ کی وجہ سے بیمار ہیں اور صاحب فراش ہیں۔ اور اب چارپائی سے اٹھ بھی نہیں سکتے صحابہ کرام۔ درویشان قادیان۔ خاندان اقدس اور جمیع بزرگان ملت سے درد دل سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے

خاکسار قریشی فصیح الدین جمیلی

(۲) اسال بھر میں درد جگر اور پتہ کی تکلیف کی وجہ سے میو ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ خاکسار کیلئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ مجھے کامل صحت اور خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد عظیم باجوہ

(۳) میرے والد صاحب سردار عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ سابق مہر سنگھ ان دنوں سخت بیمار ہیں اور کمزور ہوگئے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ - حفاظت احمد

(۴) خاکسار کا چھوٹا بھائی انور شاہ چند دنوں سے بوجہ بخار بیمار ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ نیز بارہ کیلئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ اس عاجز کو پریشانیوں سے نجات دے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

سید احمد شاہ سائنس ماسٹر شاہ کوٹ

(۵) میرا چھوٹا بھائی عزیزم حمایت اللہ عرصہ دو سال سے بیمار چلا آتا ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں

صاحبزادہ ہبۃ اللہ واقف زندگی مبلغ سلسلہ احمدیہ مردان

(۶) خاکسار کو درد ریح ہے۔ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو رہا ہے احباب صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد ابراہیم محرر چوکی پولیس چنیوٹ

(۷) خاکسار کے عزیز بچے عبد الوہاب اور چار بھانجوں نے مختلف امتحانات دیئے ہوئے ہیں احباب جماعت ان کی اعلےٰ درجہ کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں

فضل الرحمٰن حکیم ربوہ

(۸) خاکسار کا بھتیجا عزیزم چوہدری عبد الحمید انجنیرنگ کا دوسرے سال کا فائنل امتحان دے رہا ہے۔ میں نے خود بھی پی۔ سی۔ ایس کے مقابلہ کے امتحان میں شریک ہونا ہے احباب نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ چوہدری عبد الغنی بی۔ اے

امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع جھنگ

(۹) میرے والد صاحب محترم کے گھٹنوں میں ماہ فروری سے درد ہے اور اپریل سے اعصابی تکلیف شروع ہوگئی ہے۔ تین چار بار ہیٹ سٹروک ہو چکا ہے احباب کرام ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

امۃ الاعلیٰ بیگم دختر شیخ نظیم الرحمٰن صاحب

ضروری اطلاع

احمدی مہاجرین ساکنان زیرہ ضلع فیروزپور کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محمد عیسےٰ صاحب کے پاس بوقت ہجرت جو ۳۲ روپیہ کی رقم بابت مسجد احمدیہ زیرہ تھی وہ انہوں نے زیر کوپن ۳۱۵۲/ب ۵۰-۱۲-۳۰ (۸۲ روپیہ بحساب مسجد ربوہ اور ۵۰/- روپیہ بحساب مسجد امریکہ) داخل کرا دی ہے

نظارت بیت المال ربوہ

تلاش گم شدہ

عبد الماجد ولد سید علی اصغر شاہ صاحب (دیہاتی مبلغ) مرحوم چک ۱۱۶ جنوبی سرگودھا قریباً دو ہفتہ ہوئے ہیں کہ بغیر اطلاع کہیں چلا گیا ہے۔ اس کی والدہ سخت پریشان ہے اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو فوراً گھر پہنچ جائیں یا اگر کسی دوست کے پاس ٹھہرا ہوا ہو تو وہ بہت جلد اس کو گھر پہنچا دیں یا اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ سلطان احمد بسرا واقف زندگی ربوہ

یہ سائیکل کس کا ہے؟

کچھ عرصہ ہوا کوئی صاحب اپنا سائیکل تعلیم الاسلام کالج کے احاطہ میں بھول گئے ہیں۔ جن صاحب کا ہو وہ سائیکل کا نمبر بتا کر اور متعلقہ رسید خرید دکھا کر لے سکتے ہیں۔ پرنسپل

انتقال اراضی ربوہ دارالہجرت اعلان ۱۰

اراضی ربوہ کے متعلق مندرجہ ذیل انتقال / انتقالات لیز کے بارہ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی دوست کو اس انتقال / ان انتقالات کے متعلق کسی قسم کا اعتراض ہو۔ تو اعلان ہذا کی تاریخ اشاعت سے ۱۵ دن کے اندر اندر دفتر ہذا کو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک مطلع فرمائیں۔ ورنہ بعد میں کوئی شکایت نہیں سنی جائے گی۔

نمبر شمار	قطعہ / بلاک محلہ	رقبہ: مرلے	رقبہ: کنال	حاصل کردہ	انتقال بنام
	قطعہ ۱ بلاک ۱ محلہ ط (دار الفضل)	-	۲	عبد الرشید صاحب ولد غلام محی الدین صاحب ذیلی منڈی محلہ نمک گراں کھجور گلی مکان ۹۷۹/H لاہور	مولوی غلام حسین صاحب احمدی دوکاندار بیرون دہلی دروازہ لاہور (را) اسسٹنٹ سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ

سمندر پار کے خریداران نوٹ فرمائیں

موجودہ شرح ڈاکخانہ کی رو سے سمندر پار کے پیکٹوں پر جو آنے فی پیکٹ خرچ آتا ہے۔ اس لحاظ سے قیمت اخبار تیس ۳۰ روپے سالانہ کم ہے یکم مئی ۵۲ء سے قیمت معہ محصول ڈاک ۳۳ روپے سالانہ ہوگی۔ احباب نوٹ فرما لیں قیمت اخبار میعاد کے اندر اندر آنی اشد ضروری ہے

محلہ س (دار الرحمت) ربوہ میں

باموقعہ عمدہ مکان قابل فروخت ہے

مکانیت دو کمرے ایک برآمدہ اور باورچیخانہ۔ نلکہ لگا ہوا ہے۔ اور پھلدار درخت لگائے جا چکے ہیں ریلوے سٹیشن۔ سکول اور بازار کے قرب میں واقع ہے۔ تفصیلات و تصفیہ قیمت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل سے ملیں یا خط و کتابت کریں:- مستری علم الدین مالک ٹال لکڑی مکان ۲۰/۲۱ س محلہ دار الرحمت ربوہ

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن کا فرض ہے اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلم یا غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہوں ان کے پتہ جات روانہ فرمائیے (پتہ خوشخط ہو) ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کر دیں گے

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

کراچی میں احمدیوں کے جلسہ پر یورش کرنیوالوں نے پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

حکومت کو بلاخوف لومۃ لائم قانون و انتظام کو تباہ کرنیوالوں کے خلاف شدید کارروائی کرنی چاہیئے

جلال حمید رعلوی بی اے سی منقول از روزنامہ آفاق یکم جون ۱۹۵۲ء

احمدیوں کے خلاف عام مسلمانوں کو جو شکایات ہیں۔ ان میں سب سے بڑی شکایت تو یہی ہے کہ وہ حضرت سرور کائنات کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ حالانکہ خاتم النبیین کا مطلب ۱۴۰۰ سال سے یہی سمجھا جا رہا ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس کے علاوہ احمدیوں کا یہ شیوہ بھی مسلمانوں کو بہت ناگوار ہے کہ وہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے سوا کسی دوسرے مسلمان کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ نہ کسی غیر احمدی پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ نہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر جذبات کی ہنگامہ آرائی سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ تو دوسرے مسلمان فرقوں کے اختلافات بھی کچھ کم تکلیف دہ نہیں ہیں۔ شیعہ حضرات صدیق اکبرؓ۔ فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ کو غاصب و ظالم کہہ کر ناگفتہ بہ کلمات سے یاد کرتے ہیں۔ سنیوں کے پیچھے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ گو وہ کسی وقت منافقت سے شامل صلوٰۃ ہو بھی جائیں۔ یا کسی سنی کی نماز جنازہ بھی پڑھ لیں۔ لیکن ان کے عقائد کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ بریلوی عقیدے کے لوگ اہلحدیث کے نزدیک اعلیٰ درجے کے مشرک ہیں جو انسانوں کی روحوں اور مردوں کی قبروں کو قبلہ مراد مانتے ہیں۔ اور بیشمار ایسی رسوم کے پابند ہیں جن کی اصل دین میں موجود نہیں ہے۔ دنیائے اسلام میں بعض ایسے فرقے بھی مسلم معاشرے کا جزو لاینفک سمجھے جاتے ہیں۔ جن کے عقائد سواد اعظم کے سخت خلاف ہیں۔ مثلاً آغاخانی اور بہائی اور دروزی۔ لیکن ہندوستان پاکستان۔ ایران۔ شام وغیرہ میں وہ ملت اسلامی ہی میں سمجھے جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ احمدیوں کے معاملہ میں مسلمان صبر اور رواداری سے کام نہ لیں۔ اور لکم دینکم ولی دین کہہ کر ان سے تعرض نہ کریں۔

اگر مذہبی فرقوں کے مابین جنگ و شقاق کا ہنگامہ جاری رہا۔ تو ظاہر ہے کہ اس سے کلمہ گویوں کے اتحاد کی بنیاد کمزور ہو جائے گی۔ میں ان جوشیلے حضرات سے متفق نہیں ہوں۔ جو یہ کہنے کے عادی ہیں کہ احمدی ہندوؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں یہودیوں سے بھی زیادہ برے ہیں۔ میری سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ جو شخص توحید الٰہی نبوت محمدی۔ حشر نشر سزا جزا۔ قرآن اور کعبہ کا قائل ہے۔ اور نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور تمام احکام فقہی میں سواد اعظم سے متشابہ ہے۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ کفار سے زیادہ برا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور ملت سے خارج کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان ائمہ اسلام نے تو نہایت شدید اختلافات کی حالت میں بھی دوسروں سے انتہائی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ اور خود حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہ ارشاد مشہور ہے۔ کہ جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی بھی موجود ہو۔ اس کو کافر کہنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ خیر مجھے مذہبی مسائل کی پیچیدگیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ آجکل اس بھول بھلیوں میں اپنے آپ کو کھو دینے کا زمانہ ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ پاکستان میں ملت اسلامیہ کے اندر فرقہ بندی کی آگ کو ہوا دینا مفاد ملت اور بہبود وطن کے خلاف ہوگا۔ جب پاکستان کے ہندوؤں۔ اچھوتوں۔ عیسائیوں۔ پارسیوں کے شہری حقوق مسلمانوں کے مساوی ہیں۔ اور ان کے جان مال آبرو کی حفاظت۔ اور تحریر و تقریر و اجتماع کی آزادی کی ضامن و کفیل خود حکومت پاکستان ہے (بشرطیکہ وہ قانون ملکی کی خلاف ورزی نہ کریں) تو پھر اللہ اور رسول کا کلمہ پڑھنے والی جماعتوں کو وہ تمام حقوق اور آزادیاں کیوں حاصل نہیں عیسائیوں کی تو تبلیغی جماعتیں۔ مثلاً مشن سکول۔ وائی ایم سی اے سالویشن آرمی (مکتی فوج) تک پاکستان میں آزادانہ اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور کوئی ان سے معترض نہیں ہوتا پھر مرزائیوں سے تعرض کے کیا معنی؟

بعض متعصب مولوی اور ان کے جوشیلے پیرو یہ کہنے کی تو جرات نہیں کر سکتے کہ فلاں فرقے کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو پاکستان بدر کر دیا جائے۔ اور اگر وہ ایسا مطالبہ بھی کریں۔ تو اہل عقل میں سے کون ہے۔ جو ان کا ہمزبان ہو سکے۔ پھر جب تمام حنفیوں۔ وہابیوں۔ بریلویوں۔ شیعوں مرزائیوں۔ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور اچھوتوں کو اسی ملک میں رہنا اور یہیں مرنا بھرنا ہے اور پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ان سب کے حقوق مساوی ہیں۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان قوموں اور فرقوں کا آپس میں ہنگامہ آرائی کرنا کس اعتبار سے پاکستان کے لئے مفید ہے۔

ہمارے بعض علماء کو اس امر کا اندازہ نہیں کہ کراچی میں مرزائیوں کے جلسے پر ہزاروں مسلمانوں کی یورش سے ہم دنیا بھر کے ممالک میں کس درجہ بدنام ہوئے ہیں۔ اور حریت رائے اور جمہوریت کے متعلق ہمارے بلند بانگ دعوؤں کی کسطرح قلعی کھلی ہے۔ خدا کے لئے اپنے وطن کو اقوام عالم میں بدنام و رسوا نہ کرو۔ تم اپنے عقائد پر قائم رہو۔ دوسروں کو اپنے عقائد پر قائم رہنے کا حق دو۔ عیسیٰ بدین خود۔ موسیٰ بدین خود۔ بعض علماء کا صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ "ہجوم نے جو کچھ کیا برا کیا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا" علماء اسلامی شائستگی اور اخلاق کے امین ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اختلاف عقائد کو الگ رکھ کر عامۃ المسلمین کو اس طرز احتجاج کی بناء پر نہایت سختی سے ڈانٹیں اور ملک بھر کی مسجدوں سے یہ آواز بلند کریں کہ آئندہ کوئی ایسا واقعہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ احکام اسلام وقار اسلام اور اخلاق اسلام کے منافی ہے۔ اور اس سے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ مولوی کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ فتنہ و فساد کا ہنگامہ تو خود اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور وہ خلوت میں اس پر بغلیں بجا رہا ہے۔

قانون ان کی طاقتوں کو بلاخوف لومۃ لائم قانون و انتظام کو تباہ کرنے والوں کے خلاف شدید کارروائی کرنی چاہیئے۔ اور یقین رکھنا چاہیئے کہ ہر صحیح الدماغ اور ذمہ دار پاکستانی اس اقدام میں ان کا حامی ہوگا۔ حکومت کے صیغہ داخلہ کو مذہبی فرقہ آرائی کے ذمہ واروں اور اشتعال انگیز واعظوں اور مقرروں پر نہایت کڑی نظر رکھنی چاہیئے۔ خواہ وہ کسی فرقے سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ احراری ہو یا مرزائی جو بھی فتنہ انگیزی کے درپے ہو۔ اس کے ساتھ قانونی سلوک ہونا چاہیئے:

اشتعال انگیز مضامین لکھنے پر سزا

نئی دہلی یکم جون "شمع شریعت" کے ایڈیٹر اور پرنٹر و پبلشر حسرت شاہ صوفی کو ایڈیشنل سیشن جج کانپور نے ایک بار پھر دو سال قید بامشقت۔ اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی ہے۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں انہیں مزید چھ ماہ قید کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ مسٹر صوفی کے خلاف آریہ سماج اور ہندو مت کی مقدس کتابوں اور شخصیتوں کے خلاف اشتعال انگیز مضامین لکھنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ مسٹر صوفی کو اس سے پہلے اسی عدالت نے تین دن کی قید کی سزا دی تھی۔ (نوائے وقت ۲ جون ۱۹۵۲ء ص ۱)

ایٹم بم کا ایک اور تجربہ

لاس ویگاز یکم جون۔ امریکی ریاست نیواڈا کے مقام یوکا میں آج ایٹم بم کا ایک اور تجربہ کیا گیا۔ بم کی شعاعیں تجربہ کے مقام سے ۷۵ میل دور تک دکھائی دیں۔ بم کے دو دھماکے ہوئے جو اس قدر بلند آواز تھے۔ کہ دو سو میل دور ماڈیسٹو اور کیلیفورنیا کے لوگ جاگ پڑے۔

اردن اور اسرائیل کی بات چیت میں تعطل پیدا ہو گیا

یروشلم یکم اپریل۔ چند ایک سرحدی علاقوں کے تبادلہ کے متعلق اردن اور اسرائیل میں جو بات چیت ہو رہی تھی۔ اس میں تعطل پیدا ہو گیا ہے۔

یہ بات چیت پچھلے چند ماہ سے ہو رہی تھی۔ تعطل کی اطلاع اسرائیلی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے دی ہے۔